

ڈاکٹر عتیق الرحمن یوسف زئی

لیکچرار

گورنمنٹ کالج، زروبی، صوابی

خیبر پختونخوا میں جدید اردو نظم

ABSTRACT

Modern Urdu Poem in Khyber Pakhtoonkhwa

By Dr. Atiq-ur-Rahman Yousufzai, Lecturer, Department of Urdu, Govt. College, Zarobi, Swabi.

Urdu Nazam traditionally has a powerful impact on Khyber Pakhtoonkhwa's literature but it seems more powerful in the modern era. A number of well known poets of this province have composed nazams of the same quality and grandeur like any native speaker Urdu poet of sub-continent. Modern poets of KPK are certainly aware of the significance of nazam they also know the modern trends of it. In this article modern Urdu nazam of KPK has been discussed and especially Azad nazam (free verse) has also been taken into account. The Examples of a few popular poets are also given here.

اردو شاعری کی روایت میں نظم ایک جاندار طریق اظہار ہے جو اپنے طور پر نشوونما کے عمل سے بھی گزرتا ہے اور ہر شاعر کی نظم اس ارتقائی عمل کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ نظم ہمارے عہد کی پہچان بن چکی ہے اور نظم ہی کے ذریعے ہمیں اپنے زمانے میں رونما ہونے والے رویوں کو شناخت کرنا آسان ہو گیا ہے۔ پاکستان کے دوسرے خطوں کی طرح خیبر پختونخوا میں بھی نظم نگاری کی ایک جاندار روایت موجود ہے جو جدید دور میں زیادہ وقعت کا حامل نظر آتا ہے۔ اس خطے میں نظم کے کئی ایک منفرد شاعر موجود ہیں جو اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی بدولت اپنا رشتہ روایت سے بھی استوار رکھے ہوئے ہیں اور جدت کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ خیبر پختونخوا میں جدید دور میں مجھے ہوئے فن کاروں کی کمی نہیں، ان میں پرتو روہیلہ، احمد فواد، بشیر احمد سوز، نذیر تبسم، اظہار اللہ اظہار، شہاب صفدر، صبا جاوید، بشریٰ فرخ، سیدہ حنا، نور محمد مستی خیل، ایوب صابر، واحد سراج، زبیدہ ذوالفقار، سلطان فریدی، ارشاد شا کر اعوان، ماجد سرحدی، احمد حسین مجاہد، فضل محمود روخان، نشاط سرحدی، محبوب الہی عطا، فیاض وردگ، جوہر میر، اسحاق وردگ، اکرم درویش، مولانا محمد ابراہیم فانی، جان عالم، ڈاکٹر محمد سفیان صفی اور اختر رضا سلیمی وغیرہ شامل ہیں۔ پرتو روہیلہ کی نظم مشاہدات سے معمور نظر آتی ہے، ان کے ہاں ایک انفرادیت کا احساس ہوتا ہے ان کی نظموں

میں درد مند دھڑکتے ہوئے دل دکھائی دیتے ہیں اور انسانیت کے علاوہ چرند و پرند کے دکھ بھی ان میں نظر آتے ہیں۔ انسانی زندگی جن دکھوں اور مصیبتوں میں گھری ہوئی ہے پرتو ان کا ادراک رکھتا ہے۔ ان کی نظموں کو انسانی پس منظر میں پہچاننا ضروری ہے۔ پرتو کی نظم ان کی غزل سے زیادہ توانا اور ابہام سے پاک ہے۔ ان کے ہاں استعارے نظم میں زیادہ سرعت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ ان کی نظم میں حقیقت پسندانہ ماحول نظر آتا ہے۔ ان کی نظم کے چند اشعار دیکھیے:

کیسی کیسی کوئل کلیاں
کیسی کیسی مشکل سوچیں
کیسے بھاری بھاری مسائل
ہم نے مستقبل کے جلاوے سے ڈر کر
ان بچوں کے سر ڈالے ہیں^(۱)

پرتو روہیلہ کی آزاد نظم کے بارے میں جیلانی کا مران رقمطراز ہیں:

پرتو روہیلہ کی لفظیات نے ان کی نظم کو پہچان فراہم کی ہے... یہ کیفیت ایک زیادہ اور گہری فکری تبدیلی کی جانب بھی اشارہ کرتی ہے۔ کہ ہمارا ذہنی مزاج نثر کے زمانے سے گزر رہا ہے اور ہمارے فہم و ادراک کے زاویے جذبات سے کہیں زیادہ عقل و خرد کے زیر اثر آچکے ہیں۔^(۲)

ان کی ایک نظم ملاحظہ کیجیے:

کبھی وہ زمانہ تھا، جب تیری قربت کی مہکار سانسوں پہ سایہ کناں تھی
ترے وصل کی آبشاروں میں مدہوشیاں تھی
دھڑکتے دلوں کی بلا نوشیاں تھی
ہر اک سایہ رنگین لگتا
سرابوں میں بھی موج کوثر چمکتی
ہر اک دائرہ تیری بانہوں کا خم تھا
مجھے اپنا کمرہ بھی ریشم ارم تھا
مگر اب کہ وہ وقت، چاہت کی دہلیز پر بال کھولے ہوئے
کھوئے بچے کی صورت سے روتا ہوا، ہچکیاں لے رہا ہے
یہی اک حقیقت مرے واسطے وجہ آسودگی ہے

(۳)

کہ اس مرقد غم پہ ترک محبت کا کوئی پرانا، روایت زدہ رسمی سنگین کتبہ نہیں ہے
جو ہر میر پشاور میں رہنے والے ایک اچھے شاعر ہیں۔ انھوں نے نظم کی طرف زیادہ توجہ دی۔ ان کی نظم میں اپنے
ارد گرد اور سماج کا گہرا مشاہدہ پایا جاتا ہے۔ ان کے ہاں ماضی کے قصے بھی ہیں اور مستقبل کی پیش گوئی بھی۔ پشاور کے بارے
میں ان کی ایک نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

فصیلیں توڑ کر کیا ہو گیا ہے پشاور شہر صحرا ہو گیا ہے
یہ شہر گل فروشاں تھا چمن تھا بکھر کر پتا پتا ہو گیا ہے
ہنر مندوں کا یہ مسکن تھا پہلے مگر بے دست و پا سا ہو گیا ہے
نیا پن تھا روایات کہن میں نیا بن کر پرانا ہو گیا ہے (۴)

غلام محمد قاصر اگر چہ غزل کی وجہ سے شہرت رکھتے ہیں مگر انھوں نے نظم کی کئی اصناف میں طبع آزمائی کی ہے، پابند
و آزاد نظم کے علاوہ ان کے ہاں حمد و نعت اور سلام پائے جاتے ہیں۔ نظم معری کے خوب صورت نمونے بھی ان کے مجموعات
میں جا بجا ملتے ہیں۔ ان کے قطعات بھی کافی مشہور ہیں۔ ان کی نظم میں تخلیقی انداز کے ساتھ ساتھ افسانوی رنگ موجود
ہے۔ غزل کی طرح نظم میں بھی ان کا روایتی جاندار اسلوب دیکھا جاسکتا ہے۔ ایک نظم ’دو تحریریں‘ ملاحظہ ہو:

ایک شخص کا عکس چار سو ہے
ہر گل کو گلاب لکھ رہا ہوں
آنکھوں پہ ہیں قرض ان کے جلوے
پلکوں پہ حساب لکھ رہا ہوں (۵)

بشیر احمد سوز کی نظم میں رجائیت کا عنصر نمایاں ہے۔ وہ اپنی کشت ویراں سے امیدیں وابستہ کیے ہوئے ہیں۔ ان
کی نظم میں حب الوطنی کا جذبہ بھی اہمیت کا حامل ہے۔ مثال دیکھیے:

نیا سفر ہے نئے راستے ہیں منزل کے قدم قدم پہ نئی روشنی کے منظر ہیں
افتح کے پار کئی آئینے ہیں آویزاں انھی میں دیکھ، نئی زندگی کے منظر ہیں (۶)

(ارض وطن کے نام)

ماجد سرحدی کی نظم میں محبت کا حوالہ ملتا ہے۔ ان کے ہاں نرم ولطیف احساسات پائے جاتے ہیں۔ ماجد کی مشہور
نظم ’تاراج محبت‘ سے اقتباس:

اے غزالہ میرے ہونٹوں پہ ہنسی ہے لیکن میرے سینے میں دھکتے ہوئے انگارے ہیں
یاد ہیں آج بھی ماضی کے وہ تاراج محل آج بھی یاد میں کچھ تلخ سے افسانے ہیں (۷)

فیاض وردگ نظم کی ایک انوکھی اور برف پوش پہاڑی چوٹیوں سے نکلنے والی آواز ہے۔ ان کا مخصوص انداز اور زبان و بیان کی چاشنی سے یہ پتا نہیں چلتا کہ وہ اہل زبان نہیں ہیں۔
ان کی نظم کے چند اشعار دیکھیے:

پھر سے اک زخم مرے دل پہ لگانے آئے پھر نیا کھیل زمانے کو دکھانے آئے
پھر تماشہ مجھے دنیا میں بنانے آئے پھر غلامی کا سبق مجھ کو پڑھانے آئے^(۸)

آزاد نظم (free verse) خیر پختونخوا میں بیسویں صدی کے آخر نصف میں زیادہ قوت کے ساتھ ابھری۔ یہاں کے شعرا جن میں زیادہ تر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ تھے، نے اس صنف کو اپنایا۔ مغربی ادب سے استفادہ کرنے والے شعرا بھی تیزی سے سامنے آئے اور آزاد نظم کو خالص شاعری بنانے والے بھی یہاں پیدا ہوئے۔

مقبول عام ہمارے عہد کے ایک ایسے شاعر تھے جن کو قدرت نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ ان کے واحد مجموعے 'دیئے کی آنکھ' میں زیادہ تر غزلیں ہیں لیکن چند ایک نظمیں بھی ملتی ہیں جن میں مقبول عام کے شعری پیکر نمایاں ہیں۔ ان کی شہرہ آفاق نظم 'فرد جرم' میں وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ان کی سوچ ان کے احساسات اور ان کا ذہن یکسر مختلف ہے اسی وجہ سے وہ اس ناقابل برداشت معاشرے میں مس فٹ ہیں۔ سماجی مسائل کے علاوہ ان کی نظم میں محبت کے جذبات بھی ملتے ہیں۔ مقبول عام کی ایک خوب صورت نظم دیکھیے:

تری آنکھیں

بہت گہری

بہت ہی خوب صورت ہیں

اجازت ہو تو میں کچھ دیر

ان میں جھانک کر دیکھوں

کہ مجھ کو چاند کے مانند

جھیلوں میں اترنا

لطف دیتا ہے

احمد فواد فطرت کا پرستار ہے ان کی نظم میں رنگ اور خوشبودونوں موجود ہیں۔ پختونخوا میں کم ہی شاعر ان جیسی نظم لکھنے کا فن جانتے ہیں۔ ان کا مطالعہ وسیع ہے انگریزی ادب کے استاد کی حیثیت سے وہ مغربی اور مشرقی ادب کا بہ نظر غائر مشاہدہ کر چکے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے ہاں انگریز رومانوی شعرا کی سی کیفیات جا بجا ملتی ہیں۔ ان کی ایک نظم 'یہ آنکھیں سوچتی رہتی ہیں اکثر' پیش ہے:

گل لالہ کے ہونٹوں پر چلتا رنگ جیسا ہے

میرا محبوب ایسا ہے

نشہ میں دھوپ کے ہاتھوں کا جلتا رنگ جیسا ہے

میرا محبوب ایسا ہے

شفق کے کوچہ کوچہ میں اچھلتا رنگ جیسا ہے

میرا محبوب ایسا ہے

جوانی کے درپچوں سے نکلتا رنگ جیسا ہے

میرا محبوب ایسا ہے^(۹)

عزیز اعجاز نے چند ایک نظمیں کہی ہیں۔ ان کی اکثر نظمیں طویل ہوتی ہیں۔ ان میں 'پسپائی سے پہلے' اور 'راکھ پر قدم' نہایت طویل ہیں۔ شاعر نے ان میں کئی قسم کے تاثرات جمع کر دیے ہیں۔ ان کی ایک نظم 'زیر لب' کا پہلا حصہ دیکھیے جس میں شاعر محبت کے جذبے کی پامالی کا اعتراف کرتا ہے۔

میں تم سے نادم ہوں

میں نے...

تم سے بچھڑ کر

قدم قدم پر

توڑا ہے آئین وفا...

...دستور محبت

میں نے...

ان جذبوں کے تقدس کو پامال کیا^(۱۰)

نشاط سرحدی بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں لیکن انھوں نے نظم کی کئی اصناف کو بہت احسن طریقے سے نبھایا ہے۔ غزل کی مانند ان کی نظم میں بھی روایتی چنگی اور رعنائی دکھائی دیتی ہے۔ الفاظ و تراکیب کا توازن اور اچھوتا پن ان کی نظم کو نکھارتے ہیں۔ ان کی ایک نظم کا کچھ حصہ ملاحظہ ہو:

وہ لمحہ جس کی تمنا میں رقص کرتے ہیں

بگولے دشت میں دریا میں موجیں، دل میں خیال

گزرتے ماہ و سال

ہوا فضا میں تو باد صبا گلستاں میں
 نموشی کوہ میں اور وحشتیں بیاباں میں
 شراب جام میں پل پل بھنور سمندر میں
 رگوں میں خون تڑپتے بدن میں موجد درد
 تڑپ رہا ہے
 تڑپتا رہے گا ہر اک فرد
 اسی خیال میں شاید کہیں وہ لمحہ ملے^(۱۱)

(رقص نام تمام)

عابد و دود آزاد نظم کے ایک منفرد شاعر ہیں۔ ان کے ہاں روایت اور جدت کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ ان کی نظم میں ایک حساس طبیعت کا نیک دل انسان ملتا ہے جو بنیادی طور پر انسان دوستی پر کامل یقین رکھتا ہے۔ ان کی ایک نظم ’یہاں کا انسان بھی مر گیا ہے‘ ملاحظہ ہو:

عجیب بستی میں آگیا ہوں
 میں اپنے سائے سے آلا ہوں
 نہ مہرباں ہے نہ کوئی ہدم
 عجب تماشا ہے زندگی بھی
 شریر جاں میں لہو کی بوندیں
 محبتوں کے گیتوں اور صدا کے لیے
 ترس رہی ہیں
 مگر یہ بستی تو بے صدا ہے
 مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے
 یہاں کا انسان بھی مر گیا ہے^(۱۲)

احمد حسین مجاہد کی غزل کی طرح نظم بھی ان کی شاعری کا ایک مضبوط حوالہ ہے۔ ان کی نظم کے موضوعات میں زندگی کا ہر رنگ اور خوشبو رچی بسی نظر آتی ہے۔ جدید دور کے مسائل حیات کو انھوں نے جس طرح اپنی شاعری کے ذریعے اجاگر کیا ہے یہ انھی کا خاصا ہے۔ وہ پابند نظم بھی کہتے ہیں اور آزاد نظم میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں۔ ان کی ایک نظم پیش کرتا ہوں جس کا عنوان ’child labour‘ ہے۔

مرے بابائیں ہیں ناں...!
 میں تپتی دو پہر میں
 شہر کی سڑکوں پہ اپنے جسم کا
 ایندھن جلاتا ہوں
 تو گھر میں چولہا جلتا ہے
 مرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں
 پاؤں سے چپکی ہوئی
 یہی تارکولی ریت
 مرے ساتھ روزانہ مرے بستر میں جاتی ہے
 مجھے اپنے بدن سے
 شہر کی روندی ہوئی سڑکوں کی
 میلی باس آتی ہے
 مرے بابائیں ہیں ناں...!

اظہار اللہ اظہار غزل کے ساتھ نظم بھی خوب لکھتے ہیں، ان کی نظم کی کیفیات غزل سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں۔ ان کے خاص رویے خارجی اور داخلی کیفیات دونوں اصناف میں پائی جاتی ہیں۔ جدید دور کے مسائل، مصائب، بے چینی، آرزوئیں، خواب اور اسی طرح کے کئی لوازم ان کی نظم میں موجود ہیں۔ ان کی نظم پر پروفیسر سہیل احمد اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

اظہار کی کئی نظمیں ریزہ خیالی سے تشکیل پاتی ہیں لیکن کئی نظمیں اکائی دریافت بھی کر لیتی ہیں اور کئی سطحوں پر پھیل جاتی ہیں۔ محبت سے انقلاب تک اندرون کی جہتوں کی دریافت تک اس کے پہلے دو اہم رنگ ہیں جن میں محبت اور معاشرہ کے موجودہ ڈھانچے سے اختلاف کے زاویے موجود ہیں۔^(۱۳)

اظہار کی شہرہ آفاق نظموں میں 'ماورا'، 'سنبیہ'، 'دیدہ ور'، 'اکائی'، 'غریب'، 'لمس کا دائرہ سمٹتا ہے' اور 'داؤ' قابل ذکر ہیں۔ ان کی ایک نظم سے اقتباس:

روشنی ایک اکائی ہے مری ہستی کی
 اس کی تقسیم ہے نسلوں کا پریشاں ہونا
 بند کلیاں یہ چمکتی ہوئی کہہ جاتی ہیں
 روکنے سے کہاں خوشبو کا سفر رکتا ہے^(۱۴) (اکائی)

اختر رضا سلیبی کی نظم بھی اس خطے میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ وہ اپنی نظم کے اسلوب کو تازہ اور غیر تقلیدی لفظیات سے مزین کرتے ہیں۔ انھوں نے پابند نظم کے ساتھ ساتھ آزاد نظم کو بھی بھرپور طور پر آزمایا ہے۔ ان کی نظم معاصر عہد کی عکاسی کرنے کی ذمہ داری قبول کرتی ہے۔ ان کی نظم کے بارے میں ضیاء المصطفیٰ ٹرک یوں رقمطراز ہیں:

اختر رضا سلیبی کی نظم اپنی ہنت اور تکنیک میں بڑی متنوع اور موضوع کی سطح پر بڑی ثروت مند ہے... یہ نظر غائر دیکھا جائے تو کہیں اس کی نظم حسن کے کم نمود و کم اظہار ہونے کی حکایت کرتی نظر آتی ہے تو کہیں علامتی و استعاراتی سطح پر حالیہ سماجی و سیاسی منظر نامہ کو بیان یہ دیتی ہوئی۔^(۱۵)

وہ مجھے

تیرھویں ماہ کے ساتویں ہفتے کی

آٹھویں شب کے دسویں پہر میں ملا

کئی یگ اکٹھے بتانے کے بعد

ایک دن

ہم اک دوسرے سے جدا ہو گئے

اُس نے جاتے سے

پھر اس شب گھڑی میں دوبارہ ملاقات کا عہد نامہ لکھا

مگر وقت نے پھر ملن کی اجازت نہ دی

اور وہ عہد نامہ اساطیر میں ڈھل گیا^(۱۶) (شب گھڑی)

شہاب صفدر جدید تر نظم کے ایک جدید شاعر ہیں انھوں نے ابتدا ہی سے نظم نگاری کی طرف توجہ دی ہے۔ ان کی نظم نہ صرف اپنے عہد کی عکاس ہے بلکہ یہ آنے والے دنوں کی دھندلی تصویر بھی دکھانے کی کوشش معلوم ہوتی ہے۔ ان کے ہاں رومانوی جذبات اپنی تمام تر سچائیوں کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کی ایک نظم ’مجھے تم نے غلط سمجھا‘ کا پہلا حصہ پیش ہے:

میں کوئی رات کا تاریک منظر تو نہیں تھا

جسے بھرتے تم آنکھوں میں

تو آنکھیں زندگی کے خال و خد پہچاننے سے

روشنی کو جاننے سے

صبح دم انکار کر دیتیں

نہ میں تھا ایک ایسے زرد دن کا ماند چہرہ
کہ آنکھیں جس پہ چھائی دھول دھونے میں
سحر تا شام رونے میں
متاع نور کھودیتیں^(۱۷)

طاہر شیرازی کی نظمیں بجا طور پر اپنے دور کی عکاس بھی ہیں اور ہیئت کے حوالے سے بھی ان میں جدت کا احساس ہوتا ہے۔ ان کے موضوعات میں تنوع موجود ہے۔ ان کی نظم کا مطالعہ کرتے ہوئے انسانی سفر کے نامعلوم گوشوں کی طرف رہنمائی کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ ان کی ایک نظم ’انجماؤ ملاحظہ ہو:

ہم اپنے جسموں کے مقبروں میں ہیں دفن کب تک
نہ جانے کتنی کٹھنوں میں جنوٹ ہو کر
ہماری روئیں

بدن کے احرام میں عجیب اک مصالحا نہ سکوت اوڑھے
فضا کی بریلی ظلمتوں سے یہ کیسا سمجھوتہ کر چکی ہیں
یقین سے بیگانگی برت کر فنا کی گمراہ گھاٹیوں میں
خود اپنی ہی موت مر چکی ہیں^(۱۸)

اسحاق وردگ کی طبع رواں اردو غزل کے ساتھ ساتھ نظم میں بھی رواں دواں ہے۔ انھوں نے شاعری کا آغاز ایام طالب علمی میں بچوں کے لیے نظمیں لکھ کر کیا۔ غزل کی طرح ان کی نظم میں بھی شعریت کی وہ فضا قاری کو اپنے ساتھ لیے چلتی ہے جو ایک خاص کیفیت کو جنم دیتی ہے۔ ان کی نظموں میں عصر حاضر کی بے یقینی کے حالات کا شعری تجزیہ ملتا ہے۔ ان کی ایک مشہور نظم ’محبت اسم اعظم ہے‘ کا ایک ٹکڑا بطور نمونہ پیش ہے:

وفاؤں کی کہانی میں
جدا ہونے کا ڈر ہو تو
محبت ہی ہمیشہ ساتھ رکھتی ہے
محبت اسم اعظم ہے
محبت تو کبھی مرنی نہیں ہے
محبت ہی ہمیشہ زندہ رہتی ہے
محبت تو سمندر ہے

محبت کا سمندر تو کبھی صحرا نہیں ہوتا

امتیاز الحق امتیاز کی نظم جدید تر شاعری میں ایک نیا اضافہ ہے۔ ان کی نظم میں کئی امکانات کے حوالے ملتے ہیں۔ ان کی نظم میں نئے دور کے انسان کو لاحق challenges اور محرومیوں کا پتا ملتا ہے۔ ان کا علامتی نظام مسحور کن ہے۔ جیسے:

ایک اندھیرے غار کے اندر

اس نے مجھ کو باندھ رکھا ہے

میرے سامنے

کالی لکڑی جلتی ہے

اور دیوار پہ سائے حرکت کرتے ہیں

جیسے میری پشت کی جانب

ایک نئی دنیا کی سانسیں چلتی ہوں

لیکن میری بے بس آنکھیں

پچھے مڑ کر کیسے دیکھیں^(۱۹)

جان عالم کی نظم میں داخلی احساس اور کرب ملتا ہے۔ جس میں آگہی اور شعور موجود ہے۔ ایک نظم دیا پچھلے پہر پڑ

سے اقتباس:

دیا پچھلے پہر

جب اوگھتا ہے

اندھیرا...

ایک کتے کی طرح

دیے کی روشنی کو سونگھتا ہے!^(۲۰)

پرویز ساحر کی نظم میں سادگی اور برجستگی پائی جاتی ہے۔ ان کی نظم میں مذہب بھی ہے اور اپنے داخلی احساسات بھی

ملتے ہیں۔ ان کے ہاں حسن و عشق کے مضامین بھی موجود ہیں۔ ان کی ایک نظم 'شوق جنوں' ملاحظہ ہو:

مرے ذہن رسا کے پردہ سیمیں پہ

کچھ ایسے منقش ہے

تری آواز کا چہرہ

کہ چاہے تو کہیں بھی ہو

میں جب چاہوں بہ چشم شوق

خود اپنے تصور میں

تری آواز کے چہرے کے

خدا و خال کو بھی دیکھ سکتا ہوں^(۲۱)

اس خطے میں خواتین شعرا بھی نظم کے میدان میں اپنا لوہا منوار ہی ہیں اور بعض شاعرات کا مقام نہایت ارفع دکھائی دیتا ہے ایسی شاعرات میں بشریٰ فرخ، شکیلہ شاداب سواتی، صبا جاوید اور مسرت کنول قابل ذکر ہیں۔ بشریٰ فرخ کی نظم میں حزن و ملال لازمی سی بات ہے۔ یہ اس کے اندر کا غم و الم ہے جو وہ صفحہ قرطاس پر منتقل کرتی رہتی ہے۔ ان کی نظم میں عورت کا دکھ اور ادھورے خواب لازم و ملزوم ہیں۔ وہ زیادہ تر آزاد نظم کہتی ہیں۔ ایک نظم ملاحظہ ہو:

وہ اک نیک اطوار لڑکی

جو تھی...

فرشتوں سے بھی بڑھ کے معصوم سی

بڑی پاک دامن، بڑی مذہبی

نظر میں حیا، دل میں پاکیزگی

اسے مان تھا حشر کے روز بھی

تقدس کی دیں گے گواہی سبھی

محبت کے دھوکے میں آئی گئی

کہ وہ!

آخرش ایک انسان تھی^(۲۲) (بھول)

شکیلہ شاداب سواتی پابند نظم کے علاوہ آزاد اور نثری نظم بھی کہتی ہیں۔ ان کی غزل کی طرح ان کی نظم بھی پیار و محبت کے لطیف اور مسحور کن جذبات سے مزین نظر آتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کی نظم کے بارے میں پروفیسر اسحاق وردگ یوں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں:

یہ ریشمی خیال میں لپٹی شاعری ہے۔ لوح دل میں محفوظ محبت کے معصوم جذبے جب

اپنے راز آشکار کرتے ہیں تو سرگوشیاں جنم لیتی ہیں... جس کے سب رنگ مل کر محبت

کے کشف کا اظہار کرتے ہیں۔^(۲۳)

ان کی ایک نظم ملاحظہ ہو:

میری آنکھوں کا کاہل
کچھ اس طرح سے بہنے لگا
جیسے کل سب کی جدائی میں
تیری یاد میری آنکھوں سے
اشک بن کر بہہ نکلی ہو^(۲۴)

صبا جاوید کی نظم میں پیار کے نازک جذبات کے ساتھ ساتھ زندگی کی تلخیاں بھی موجود ہیں۔ ان کی ایک نظم 'ایک بے نام آرزو' ملاحظہ ہو:

ہم کو حالات اور رواجوں نے
کچھ بھی تو آج بولنے نہ دیا
ہم کو ان خوشبوؤں گلابوں نے
کچھ بھی تو آج بولنے نہ دیا
ورنہ ہم کو بھی پیار تھا تم سے
ہم نے بھی دل سے تم کو چاہا تھا
یہ ہماری بھی آرزو تھی کبھی
کہ دے کے تمہارے ہاتھ میں ہاتھ
تتلیوں کے سنگ اڑا کرتے
کبھی دھرتی کو چوم لیتے ہم کبھی آکاش چھو لیا کرتے

مسرت کنول کی نظم میں اس کے داخلی درد اور کرب کا شدید احساس ملتا ہے۔ عورت کی خواہش ناقص و ناکام کی پوری داستان اس کی نظم میں موجود ہے۔ ایک مختصر نظم 'انجان سفر' ملاحظہ ہو:

کیسا یہ انجان سفر ہے
جس میں پاؤں نہیں اٹھتے
پھر بھی طے ہوتا ہے^(۲۵)

خسیر پختونخوا کی جدید اردو نظم کے کئی حوالے دوسرے اصناف شاعری کی صورت میں بھی موجود ہیں۔ یہاں رباعیات، قطعات، گیت، حمد و نعت، سلام و مناقب، مثنوی و مرثیہ کے علاوہ ماہیا اور دوہے کی اصناف بھی سرعت کے ساتھ کہی جاتی ہیں، لیکن اس مختصر سے مقالے میں ان سب اصناف پر سیر حاصل بحث جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

حواشی

- (۱) گوہر نوید، صوبہ سرحد میں اردو ادب، (پشاور: یونیورسٹی پبلشرز، ۲۰۱۰ء)، ص ۱۵۳
- (۲) پرتو روہیلہ، شاعری اور شخصیت، (لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۹۸ء)، ص ۷۳
- (۳) ایضاً، ص ۶۷
- (۴) ظہور احمد اعوان، نامور فرزندانِ پشاور، (پشاور: تھرڈ ورلڈ ایجوکیشن فورم پاکستان، ۲۰۰۹ء)، ص ۳۴۳، ۳۴۴
- (۵) غلام محمد قاصر، تسلسل، (لاہور: مکتبہ فنون، ۱۹۷۷ء)، ص ۱۰۶
- (۶) بشیر احمد سوز، ہزارہ میں اردو زبان و ادب کی تاریخ، (ایبٹ آباد: مرکز تحقیق و اشاعت، سن ندارد) ص ۶۳۳
- (۷) ماجد سرحدی، چٹکتی کلیاں، (کراچی: دبستان خیال، ۲۰۰۱ء)، ص ۲۰۴
- (۸) فیاض وردگ، موج آتش، (کوئٹہ: وردگ اکیڈمی، ۲۰۰۵ء)، ص ۱۶۳
- (۹) احمد نواز، یہ کوئی کتاب نہیں، (کراچی: احسن مطبوعات، ۱۹۹۱ء)، ص ۲۰۲
- (۱۰) عزیز اعجاز، پندار، (مردان: کوثر پریس، ۱۹۹۱ء)، ص ۱۰۷
- (۱۱) نشاط سرحدی، شہر تہی دست، (پشاور: بزم یارانِ سخن، ۲۰۱۳ء)، ص ۳۲
- (۱۲) عابد و دو، کڑی دھوپ کا مسافر، (راولپنڈی: حرف اکادمی، ۲۰۰۳ء)، ص ۱۸۳
- (۱۳) اظہار اللہ اظہار، لمس کا خواب زندہ رہنے دے، (پشاور: سینڈیکٹ آف راکٹرز (جسٹرز)، ۲۰۰۳ء)، ص ۱۱، ۱۲
- (۱۴) ایضاً، ص ۱۰۷
- (۱۵) اختر رضایی، خواب دان (نظمیں)، (لاہور: سانجھ پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء)، ص ۳۳
- (۱۶) ایضاً، ص ۴۲
- (۱۷) شہاب صفدر، تکلم، (فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۰۶ء)، ص ۱۳۲
- (۱۸) طاہر شیرازی، انحراف، (ڈیرہ اسماعیل خان: قاصر ادبی فورم، ۲۰۰۳ء)، ص ۱۵۳
- (۱۹) امتیاز الحق امتیاز، ذرے میں کواڑ، (فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۳ء)، ص ۹۵
- (۲۰) پروفیسر بشیر احمد سوز، ہزارہ میں اردو زبان و ادب کی تاریخ، (ایبٹ آباد: ادبیات ہزارہ، مرکز تحقیق و اشاعت، ۲۰۱۰ء)، ص ۲۶۹
- (۲۱) پرویز ساحر، آواز کا چہرہ، (فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۰ء)، ص ۲۷۷
- (۲۲) بشریٰ فرخ، ادھوری محبت کا پورا سفر، (پشاور: اے پی ایس، ۲۰۰۵ء)، ص ۹۰
- (۲۳) اسحاق وردگ، فلیپ، مٹھولہ سرگوشیاں، شکیلہ شاداب سواتی، (پشاور: حلقہ ارباب ذوق، ۲۰۱۰ء)، ص ۲۰۱
- (۲۴) شکیلہ شاداب سواتی، ایضاً، ص ۱۲۲
- (۲۵) پروفیسر بشیر احمد سوز، ہزارہ میں اردو زبان و ادب کی تاریخ، ادبیات ہزارہ، مرکز تحقیق و اشاعت، ایبٹ آباد، ۲۰۱۰ء، ص ۲۷۰

مآخذ

- (۱) اظہار، اظہار اللہ، لمس کا خواب زندہ رہنے دے، پشاور: سینڈیکٹ آف رائٹرز (رجسٹرڈ)، ۲۰۰۳ء
- (۲) اعجاز، عزیز، پندار، مردان: کوثر پریس، ۱۹۹۱ء
- (۳) اعوان، ظہور احمد، نامور فرزندانِ پشاور، پشاور: تھرڈ ورلڈ ایجوکیشن فورم پاکستان، ۲۰۰۹ء
- (۴) امتیاز، امتیاز الحق، ذرے میں کواڑ، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۴ء
- (۵) توبہ یلہ، پرتو، شاعری اور شخصیت، لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۹۸ء
- (۶) ساحر، پرویز، آواز کا چہرہ، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۰ء
- (۷) سرحدی، ماجد، چٹکتی کلیاں، کراچی: دبستان خیال، ۲۰۰۱ء
- (۸) سرحدی، نشاط، شہر تہی دست، پشاور: بزمِ یاران سخن، ۲۰۱۳ء
- (۹) سلیسی، اختر رضا، خواب دان (نظمیں)، لاہور: سانجھ پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء
- (۱۰) سوز، بشیر احمد، ہزارہ میں اردو زبان و ادب کی تاریخ، ایبٹ آباد: مرکز تحقیق و اشاعت، سن ندارد
- (۱۱) سوز، بشیر احمد، پروفیسر، ہزارہ میں اردو زبان و ادب کی تاریخ، ایبٹ آباد: ادبیات ہزارہ، مرکز تحقیق و اشاعت ۲۰۱۰ء
- (۱۲) شیرازی، طاہر، انحراف، ڈیرہ اسماعیل خان: قاصدا دی فورم، ۲۰۰۳ء
- (۱۳) صفدر، شہاب، تکلم، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۰۶ء
- (۱۴) فرخ، بشری، ادھوری محبت کا پورا سفر، پشاور: اے پی ایس، ۲۰۰۵ء
- (۱۵) فواد، احمد، یہ کوئی کتاب نہیں، کراچی: احسن مطبوعات، ۱۹۹۱ء
- (۱۶) قاصر، غلام محمد، تسلسل، لاہور: مکتبہ فنون، ۱۹۷۷ء
- (۱۷) نوید، گوہر، صویہ سرحد میں اردو ادب، پشاور: یونیورسٹی پبلشرز، ۲۰۱۰ء
- (۱۸) وود، عابد، کڑی دھوپ کا مسافر، راولپنڈی: حرف اکادمی، ۲۰۰۳ء
- (۱۹) وردگ، اسحاق، فلیپ، مشمولہ سرگوشیاں، شکیلہ شاداب سواتی، پشاور: حلقہ ارباب ذوق، ۲۰۱۰ء
- (۲۰) وردگ، فیاض، موج آتش، کویت: وردگ اکیڈمی، ۲۰۰۵ء

